ایک لیلۃ القدر وہ ہے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نوعِ انسانی کی قسمت کا فیصلہ کیا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱؍ جولائی ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

آج جمعہ ہے، آج رمضانِ مبارک کا آخری جمعہ ہے۔ دو ایک دنوں تک عبادات کا گلدستہ جو ماہ رمضان ہے وہ ختم ہو رہا ہے بہت سی برکتوں کے حصول کے سامان ماہ رمضان میں اللہ تعالیٰ نے ان انسانوں کے لئے مہیا کئے جو اس کے لئے مجاہدہ کرتے رہے اور جن کے اعمال خالصتاً للہ تھے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وہ اعمال کئے گئے تھے اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور اپنی رحمت سے ان اعمال صالحہ کو مقبول کر لیا۔

یہ سب باتیں درست ہیں اپنی شرائط کے ساتھ لیکن جو اصل تصور ہے لیلۃ القدر کا، وہ یہ پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ ماہ رمضان میں ایک ایسا وقت آیا جب اللہ تعالیٰ نے قیامت تک جاری رہنے والے ایک انقلاب عظیم کی ابتدا کی اور وہ دنیا جو اندھیروں اور ظلمات میں سانس لے رہی تھی ان کے لئے نور کے سامان مہیا کرنے کا انتظام کیا اور یہ انتظام کیا اللہ تعالیٰ نے أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرۃ:۱۸۶) قرآن کریم کی شریعت اتار کے۔ تو جو انقلابِ عظیم نوعِ انسانی کی زندگی میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بعثت کے ساتھ بپا ہوا اس کا ''دستور'' قرآن عظیم ہے اور قرآن عظیم نے ہمیں کہیں یہ نہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی میں سال کے کسی حصہ میں یا کسی مہینہ میں یا کسی دن مثلاً جمعہ ہے اس میں کسی وقت کے

ساتھ باندھ دیا ہوا اپنے فضلوں کو اس معنی میں، (ایک مختصر سا فقرہ ہے میرا لیکن اس کی وضاحت ضروری ہے آپ کو سمجھانے کے لئے) باندھ دیا ہو اس معنی میں کہ خدا تعالیٰ نے یہ اعلان کیا ہو کہ وہ شخص جو سارا سال جانتے بوجھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے احکام کو توڑے اور اللہ کے خلاف باغیانہ زندگی گزارنے والا ہو اس امید پر کہ خدا کا وعدہ ہے کہ سال کے بعد ایک گھڑی ایسی آئے گی کہ میں اسے معاف کردوں گا، ایسا کوئی بیان نہیں قرآن کریم میں۔ نہ ایسا کوئی ذکر ہے کہ کوئی ایسی گھڑی ہے کہ جس میں اگر انسان تھوڑے سے وقت کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور اس امید پر اور اس دعویٰ سے جھکتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس تھوڑے سے وقت میں جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا گیا ہے اس کے نتیجہ میں آنے والے سارے سال میں اس کو اجازت دے دے گا کہ جتنی مرضی تم بدیاں اور بدکاریاں کرتے رہو میں تم پر گرفت نہیں کروں گا ایسا کوئی وعدہ نہیں۔

اصل لیلۃ القدر تو وہ انقلاب عظیم ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود آپ کی بعثت نے اور جو قرآن کریم نے (جو ایک کامل اور مکمل کتاب کی شکل میں اترا) بپا کر دیا۔ میں نے پڑھا، غور کیا، جتنے انقلابی دور انسانی زندگی میں آئے ہیں ان پہ بھی غور کیا اور پھر قیامت تک کوئی ایسا انقلاب انسان کا بپا کردہ انسانی زندگی میں نہیں آ سکتا جو قرآن کریم کے عظیم انقلاب کے مقابلہ میں سمندر کے مقابلہ میں جو قطرے کی حیثیت ہے وہ حیثیت اس کی ہو، اتنی حیثیت بھی نہیں۔ وقتی طور پر تو آتش فشاں پہاڑ بھی جوش مارتا اور اس کے اندرونے سے آگ نکلتی اور دھواں باہر آتا، آگ کے شعلے نکالتا ہوا وہ اپنی زندگی طاقت اور شدت کا ثبوت دیتا ہے لیکن پھر جھاگ کی طرح بیٹھ جاتا ہے ختم ہو جاتا ہے۔ بڑے بڑے انقلاب (بڑے بڑے انقلاب ان لوگوں کی اصطلاح کے لحاظ سے) تاریخ انسانی میں ہمیں نظر آتے ہیں ہزاروں سال پہلے بھی ایسے واقعات ہوئے اس دور میں بھی اس صدی میں بھی مثلاً کارل مارکس کا جو انقلاب ہے وہ آیا لیکن انسان کی بحیثیت مجموعی جو زندگی ہے اس کے لحاظ سے خیر کا کوئی پہلو اس میں مجھے نظر نہیں آتا۔ تو انقلاب اسے کہہ لیں آپ لیکن انسانی خیر کا انقلاب نہیں ہے۔

میں دورے کرتا رہا ہوں یورپ، امریکہ وغیرہ کے۔ اپنے عقائد پر میرا مشاہدہ ہے کہ جو پختہ اشترا کی ہیں وہ اسلامی تعلیم کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اعلان یہ کیا کہ سارے دنیا کے ’’سائل‘‘

اور ’’محروم‘‘ (قرآنی محاورہ میں نے لیا)، اکٹھے ہو جاؤ تماری بھلائی کے لئے ہم کھڑے ہوئے ہیں Proletariat of the World Unite اور پھر کمیونسٹ چیکوسلواکیہ پر اپنی فوجیں لے کے دھاوا بول دیا۔ چیکوسلواکیہ میں رہنے والے غریب عوام جو تھے ان کو تو تم نے یہ کہا تھا کہ تمہاری بھلائی کے لئے ہم انقلاب بپا کر رہے ہیں۔ ان کی بھلائی کے لئے تمہارے ہوائی جہازوں سے بم برسے Bombing کی تم نے، تمہاری توپوں کے دہانوں سے گولے برسے، اس میں ان کی بھلائی نظر آئی تمہیں اور یہ ایک واقعہ نہیں ان کی زندگی کا، بے شمار واقعات ہیں۔

صرف اسلام ہے جس نے کہا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (اٰلِ عمران:۱۱۱) اور جو سچے اور حقیقی مسلمان مومن ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے وقت سے، ان نسلوں کے وقت سے جنہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت حاصل کی آج تک، ایک بڑا دھارا ایسا چلا ہے جو اس بات پر قائم ہے کہ کسی کو دکھ نہیں پہنچانا نہ زبان سے، نہ ہاتھ سے، ہر دکھ کو دور کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کے متعلق کہہ دیا اور سارے احکام قرآن کریم کے ایسے جن کا دنیوی زندگی سے تعلق ہے، دنیا کی بھلائی سے تعلق ہے، اس میں ایک جگہ بھی (آپ، آپ نے پڑھا ہے ممکن ہے بہتوں نے غور کیا ہو، نہیں کیا تو آگے تلاوت کرتے ہوئے غور کریں) کوئی حکم ایسا نہیں جس میں مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز کیا ہو۔ مثلاً چھوٹی سی میں ایک مثال لیتا ہوں بالکل چھوٹی سی لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (الحجرات:۱۲) کہ حقارت سے دوسروں کے نام بدل کے خود ان کے نام نہ ڈالا کرو۔ یہ نہیں کہا کہ اس قسم کے القاب رکھنا، برے نام رکھنا، اگر تمہارا مخاطب غیر مسلم ہے تو جائز ہے بلکہ تمہیں حکم ہے کہ تم نے لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ القاب نہیں رکھنے۔ اگر کوئی شخص خود کو مثلاً حنفی العقیدہ کہتا ہے تو تمہارا فرض ہے کہ اس کو حنفی العقیدہ کہو یعنی حنفی فقہ جو ہے اس کے اوپر وہ چلنے والا ہے اور فتوے نہ لگاؤ ان کے اوپر۔ خود امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو (گروہ غلطی کرنے والے بھی ہوتے ہیں لیکن اس کی وجہ سے اسلام پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا) کافر کہا گیا، مرتد کہا گیا، ملحد کہا گیا۔

بڑی خطرناک قسم کی اذیتیں ان کو پہنچائی گئیں۔ وہ اپنی جگہ درست لیکن قرآنی تعلیم اس کو برداشت نہیں کرتی۔ خدا تعالیٰ نے تو کہا تھا کہ تمہیں میں نے خیر مجسم کے ماننے والے بنایا ہے

اور تمہیں خیرِ مجسم اپنے اپنے دائرہ اور طاقت اور استعداد کے مطابق بننا پڑے گا۔ اگر میری نگاہ میں تم نے کوئی حیثیت حاصل کرنی ہے تو قرآن کریم پر عمل کرنا پڑے گا۔

یہ انقلابِ عظیم جس نے ساری دنیا کو اپنی خیر اور اپنے نور میں لے کر محیط ہو جانا تھا یہ بتایا گیا تھا کہ یہ تدریجی ترقی ہوگی اور بتایا گیا تھا کہ یہ ارتقائی تدریجی ترقی اپنے عروج کو آخری زمانہ میں پہنچے گی اور اب پہنچ رہی ہے۔ انشاء اللہ ایک صدی میں اب بہت بڑا انقلابِ عظیم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے نتیجہ میں، آپ کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں، ان بشارتوں کے نتیجہ میں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی تھیں یہ بپا ہو جائے گا انقلاب لیکن اس وقت تک جو چیز بڑی عظمتوں والی ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (ابراهیم:۵۲) آپ یہ نہ سمجھیں کہ اسلام کے مخالفوں نے صرف حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زندگی میں اسلام کو مٹانے کی کوشش کی بلکہ جو چودہ صدیاں گزر چکی ہیں ہر صدی میں (میں سمجھتا ہوں کہ) ہزاروں، شاید لاکھوں منصوبے بنائے گئے ہوں اسلام کو مٹانے کے اور ہر صدی میں ان لاکھوں منصوبوں کو اللہ تعالیٰ نے ناکام کر دیا۔ کمزوریاں بھی پیدا ہوئیں، سیاسی لحاظ سے ملک بھی ہاتھ سے نکلے لیکن مطہرین کا ایک گروہ ہر زمانہ میں قائم رہا، موجود رہا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ایک جگہ کہ جسے ہم فیجِ اعوج کا زمانہ کہتے ہیں جب اسلام اپنے انتہائی تنزل میں سے گزر رہا تھا اس وقت بھی ایک ٹھاٹھیں مارتے دریا کی طرح اولیاء اور مطہرین کا گروہ تھا جنہوں نے اسلام کی شمع کو روشن رکھے ہوا تھا۔

ایک تو ہے یہ لیلۃ القدر جس نے نوعِ انسانی کی قسمت کا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ایک حسین فیصلہ کیا اور یہ انقلابِ عظیم جاری ہے، جاری رہے گا قیامت تک اس انقلاب کو قائم رکھنے کے لئے ایسے دل چاہئیں جو خدا کی رضا کی جستجو میں دھڑکنے والے ہوں، ایسے سینے چاہئیں جو خدا اور اس کے رسول اور قرآن کریم کے نور سے منور ہوں ایسی زبانیں چاہئیں جو خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ جھک کر اس سے اس کی رحمت اور برکت کے حصول کے لئے مجاہدہ کر رہی ہوں اور اس کے بندوں کے سامنے عاجزی سے اپنے پیار کا اور اپنے خیر مجسم ہونے کا ثبوت دے رہی ہوں۔ اس کے لئے اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ

الصّٰبِرِيْنَ (البقرة:۱۵۴) قرآن کریم نے بنیادی اصول یہ رکھا کہ صبر اور استقامت کے بغیر تم خدا تعالیٰ کا فضل حاصل نہیں کر سکتے صبر اور استقامت قریباً ہم معنی ہیں جو خدا تعالیٰ نے اوامر اور نواہی نازل فرمائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو قرآن کریم میں بیان ہیں۔ ان کو مضبوطی سے پکڑ لینا اور اس تعلیم پر قائم ہو جانا اور دنیا کا کوئی زلزلہ جس شکل میں بھی وہ ظاہر ہو پاؤں میں لغزش نہ پیدا کرے، اس کو استقامت کہتے ہیں اور جو اوامر اور نواہی ہیں ان کی تفصیل قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تمہارے اندر اس انقلابِ عظیم کا خادم بننے کی طاقت اس وقت پیدا ہوگی جب تم مضبوطی کے ساتھ سارے احکام کی پابندی کرنے والے بن جاؤ گے روزانہ پانچ نمازیں شرائط کے ساتھ ادا کرنے والے ہو گے یہ اجازت نہیں دی جائے گی پچاس سے زیادہ ہفتے نمازوں کا ناغہ کرو اور رمضان کے ایک جمعہ میں مَیں تمہیں معاف کر دوں گا۔ بالکل نہیں کہا۔ استقامت کے ساتھ، صبر کے ساتھ خدا تعالیٰ کے دامن کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کا حکم ہے ایک سیکنڈ کے لئے خدا تعالیٰ کے دامن کو چھوڑنا ہلاکت کو بلانا ہے۔

لیکن قانونِ قدرت میں ہمیں نظر آتا ہے کہ یہ جو تسلسل ہے۔ وقفے وقفے کے بعد اس میں مضبوطی پیدا کی جاتی ہے۔ ایک مثال دو سال سے بلکہ ۱۹۷۴ء کے بعد سے ربوہ میں مکان بہت بن رہے ہیں اور اس میں سیمنٹ اور لوہا والے مکان بھی بہت سے ہیں اب جو لینٹل (Lintel) پڑتا ہے تو وہ ایک جیسا نہیں ہوتا بلکہ مثلاً ایک کمرہ ہی اگر کسی نے ڈالنا ہے مستطیل ۳۰x۱۶ کا سمجھ لو یا ۲۰x۱۶ کا سمجھ لو تو اس کے چار کونے ہوئے ہر کنارے پر جو سریا ساری چھت پر پڑا ہوا ہے اس سے زیادہ سریا ڈالیں گے تو چھت ٹھیک قائم رہے گی ورنہ نہیں، کمزوری ہو جاتی ہے پیدا۔ پھر ان کو ایک خاص جگہ پر خاص زاویہ سے اٹھاتے ہیں، پھر آگے لے کے جاتے ہیں مضبوطی کے لئے۔

اس لئے ماہِ رمضان میں لیلۃ القدر کی تلاش یہ ہمہ وقت خدا تعالیٰ کی طرف (Consciously) یعنی جانتے بوجھتے سوچتے سمجھتے ہوئے متوجہ رہنا دعا کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کو قبول کرے، یہ ہمیں دورانِ سال کی عبادات سے آزادی نہیں بخشتا بلکہ دورانِ سال کی جو مستقل روزانہ پانچ وقت نمازیں ہم ادا کرتے ہیں ان کو ایک بار مضبوطی بخشی جاتی ہے ہر سات دن کے

بعد جمعہ کے وقت۔ آپ نے فرمایا جو خلوصِ نیت کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ جھک کر دعائیں مانگنے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایسوں میں سے جن کے لئے پسند کرے گا وہ گھڑی میسر کر دے گا۔ جس میں ان کی دعا قبول کر لے گا۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ چھ دن مزے کرتے رہو۔ نمازیں چھوڑتے رہو، ڈاکے مارتے رہو، تول میں کمی بیشی کرتے رہو، جو بھی حکم ہے خدا کا اس پر کاربند نہ رہو اور جمعہ کو تمہیں وہ گھڑی مل جائے گی، نہیں ملے گی وہ گھڑی وہ گھڑی تب ملے گی جب آپ چھ دن خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کر کے خدا کے حضور جھک کے کہیں گے کہ اے خدا! جو ہم نے تیری خاطر کام کئے ہیں ہزار ان کے اندر کمزوریاں ہیں، اب یہ جمعہ ہے تیرے وعدے ہیں۔ اس میں برکتیں تو نے رکھی ہیں، ایسی برکتیں دے کہ جو پچھلے ہفتے کی کمزوریاں ہیں ہماری خلوصِ نیت کے باوجود وہ دور ہو جائیں۔ ایک جگہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ استقامت سے کام لو اور استغفار کرو یعنی خدا سے مغفرت چاہو۔ یہ بات سات دن کی عبادات میں مضبوطی پیدا کرنے کے لئے اس پر حسن چڑھانے کے لئے، نور میں شدت پیدا کرنے کے لئے ہے۔

پھر سال کے بعد رمضان آ جاتا ہے، بہت ساری عبادات کا مجموعہ، میں نے کئی دفعہ پہلے بھی بتایا یہ ایک عبادت نہیں محض بھوکا رہنے کی، کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کی ہے، کثرت سے مستحقین کی طرف توجہ کرنے کی ہے، زبان کو قابو میں رکھنے کی عبادت ہے، دعائیں کرنے کی ہے راتوں کا عام راتوں کی نسبت زیادہ حصہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے یا سننے پر خرچ کرنے اور دعاؤں میں مشغول رہنے کا عمل صالح ہے۔ یہاں پھر اللہ تعالیٰ نے سال بھر کی عبادات کی کمزوریوں کو دور کرنے اور انہیں زیادہ طاقت دینے کے لئے رمضان کا مہینہ رکھ دیا۔ اگر گیارہ مہینے کسی نے عبادت ہی نہیں کی اللہ کی، اس کے احکام پر وہ کاربند ہی نہیں رہا، اس نے اتباع رسول کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں کی، وہ خدا کو بھول گیا۔ خدا نے تو کہا تھا تم مجھے بھولو گے میں تمہیں بھول جاؤں گا (خدا تعالیٰ کے علم میں تو ہر چیز رہتی ہے) مطلب یہ ہے کہ میں تم سے ایسا سلوک کروں گا کہ گویا میں جانتا ہی نہیں تمہیں کہ تم ہو بھی یا نہیں تمہارے ساتھ پیار نہیں کروں گا۔ تو جو شخص گیارہ مہینے خدا کو بھولا رہتا ہے وہ بارہویں مہینے میں کس طرح امید رکھتا ہے کہ مہینے میں یا اس مہینے کی ایک رات میں یا ایک موقع کے اوپر کوئی ایسا عمل وہ کرے گا کہ خدا تعالیٰ مجبور

ہوجائے گا کہ وہ اس وقت کی دعا کو قبول کرے۔ خدا نے کوئی ایسا وعدہ نہیں دیا ہمیں۔

تو ایک تو ہے انقلابِ عظیم اجتماعی نوعِ انسانی کا۔ ایک ہے فرد فرد کے اندر وہ خاصیتیں اور خواص اور وہ صفات اور وہ اخلاق پیدا ہو جائیں کہ وہ اس بوجھ کو جو بڑا عظیم بوجھ ہے کہ ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے ایک انقلابِ عظیم بپا کرنا ہے اس بوجھ کو وہ برداشت کر سکیں۔ تو یہ ہے لیلۃ القدر اور یہ اہمیت ہے ماہِ رمضان کی۔ ماہِ رمضان ہمیں خدا سے دور لے جانے کے لئے نہیں آیا کہ گیارہ مہینے تم بے شک دور رہو خدا سے۔ ماہِ رمضان ہمیں یہ بتانے کے لئے آیا ہے کہ اگر تم نے گیارہ مہینے خدا سے دوری میں گزارے تو ماہِ رمضان کی کوئی گھڑی تمہیں فائدہ نہیں پہنچائے گی۔

اس واسطے توجہ کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھو اور اپنی ہی شریعت بنانے کی کوئی شخص کوشش نہ کرے۔ خدا نے کہا ہے کہ میں نے وحی نازل کردی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے قرآن کریم میں کہ اس وحی کی طرف، اس شریعت کی طرف تو لوگوں کو بلا اور ان کو کہہ دے کہ اسی میں تمہاری خیر اور بھلائی ہے۔ یہ نہیں کہ ہم اپنے مطالب اپنی مرضی کے لئے یا اہوائے نفس کو پورا کرنے کے لئے۔ خواہشاتِ نفس سے مجبور ہو کر شریعت میں کوئی عملی یا اعتقادی تبدیلیاں کرنے لگ جائیں۔

ہر احمدی کا فرض ہے کہ قرآن کریم نے جو حدود قائم کئے ہیں یہ حدود قرآن کریم کی تعلیم کی سرحدیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ’’حُدُوْدُ اللّٰهِ‘‘ کے نام سے حدود قائم کئے ہیں ان سے باہر نہ نکلیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باہر نکلنے کا سوال نہیں، انسان کو اتنا محتاط ہونا چاہیئے کہ سرحدوں کے قریب بھی نہ جائے کہ غلطی سے اس کا قدم باہر چلا جائے تو ماہِ رمضان بڑی برکتوں والا مہینہ ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ ماہِ رمضان میں ایسی گھڑیاں بھی ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے اور اپنے بندے سے خوش ہو تو اس کو اس بات کی توفیق عطا کرے کہ وہ (وہ انقلابِ عظیم، وہ لیلۃ القدر جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے وابستہ ہے یعنی نوعِ انسانی میں ایک انقلابِ عظیم بپا کرنا، جس کے مقابلہ میں دنیا میں ہمیں کہیں انقلاب نظر نہیں آرہا) اس انقلاب کی ذمہ داریوں کو نباہنے والا بن جائے اور کسی ایک شخص کو بھی خواہ وہ کوئی ہو

کسی احمدی سے کوئی دکھ نہیں پہنچنا چاہیئے۔ چاہے وہ مشرک ہو، چاہے وہ جاہل انسان اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینے والا ہو، اسلام کہتا ہے اس کو تم نے دکھ نہیں پہنچانا، نہ ہاتھ سے، نہ زبان سے اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ خدا جو دیکھے گا اس کے حالات اس کے مطابق اس سے معاملہ کرے گا، آپ نے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ پکڑ کے اس سے فیصلے نہیں کروانے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی گردن کو اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے اور ہاتھ جب گردن پکڑتا ہے کسی کی تو وہ ہاتھ ماں کا بھی ہوتا ہے۔ دیکھا نہیں آپ نے گھروں میں ماں گردن سے پکڑ کے بچے کو اپنے منہ کے پاس لاتی اور پیار کرتی ہے اسے۔ اور وہ ایک قادر خدا کا بھی ہاتھ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی ہاتھ سے سہارا دیا اور خدا تعالیٰ نے فرعون کی فرعونیت کو بھی اسی ہاتھ سے مٹایا۔ تو خدا تعالیٰ کا ہاتھ تو ہر جگہ موجود ہے لیکن اس کے جلوے مختلف ہیں، ایک جگہ پیار کا ہمیں جلوہ نظر آ رہا ہے، ایک جگہ ہمیں اس کے غصے کا اور شدید العقاب ہونے کی صفت کا جلوہ نظر آ رہا ہے۔

پس عاجزانہ جھکو اس کے سامنے اور دعا کرو کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی آنکھ میں ہمیں پیار نظر آئے، ہمیشہ اس کے ہاتھ میں ہمیں نرمی محسوس ہو محبت کی اور وہ ہمارے قصوروں کو معاف کرے، ہماری غفلتوں کو بھول جائے، مغفرت کی چادر ہماری کمزوریوں پہ ڈالے اور جس کے ہم مستحق نہیں وہ بھی دے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اعمال محدود ہیں تو ابدی جنتیں کیسی؟ قرآن کریم نے اس کا یہ جواب دیا ہے میں تمہارے ان اعمال کا جنہیں میں قبول کرلوں گا پورا پورا اجر بھی دوں گا اور اس سے زائد بھی بہت کچھ دوں گا۔ تو جواب آ گیا جب اس نے کہا ہے میں زائد دوں گا تو ابدی ہوگئیں جنتیں۔ آپ کیسے اعتراض کر سکتے ہیں۔

پس ہر چیز خدا سے مانگو نہ بندوں کی طرف احتیاج دور کرنے کے لئے دیکھو، نہ بندوں کو دکھ میں ڈالنے کے لئے ان کی طرف توجہ کرو بلکہ فساد کو مٹانا اور دکھوں کو دور کرنا آپ کا فرض ہے۔ خدا سے لو، خدا سے لو اور اس کے بندوں میں بانٹو تا کہ اس دنیا میں اس حسین انقلاب کی چمکاریں وہ بھی دیکھنے لگیں جو آج اسلام کی طرف توجہ نہیں کر رہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۸؍جنوری ۱۹۸۲ء صفحہ ۲ تا ۶)